مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی و تفسیری نظریات کی روشنی میں

تحریر: جناب شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

ایک عرصے سے مولانا امین احسن اصلاحی کے تفسیری اور حدیثی نظریات کے حوالے سے فکر مند تھا کہ کاش کوئی مرد مجاہد یہ فرض کفایہ ادا کرے۔ تفسیر قرآن کے حسین پردے میں جو تدبر کی درانتی انہوں نے چلائی ہے اسے بے نقاب کرے۔ فیصل آباد میں ایم فل یا ڈاکٹریٹ کرنے والے کئی حضرات کو اسی عنوان پر کام کرنے کی ترغیب دی، مگر افسوس کسی نے اس پر توجہ نہ دی۔ ان کی پُر اسرار خاموشی بے سبب بھی نہیں۔

یہ قرعہ فال بالآخر فاضل اجل مفسر قرآن حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کے حصے میں آیا جنہوں نے ''مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی اور تفسیری نظریات کی روشنی میں'' کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب لکھ کر اصلاحی صاحب کی استخفافِ حدیث کی ناروا روش کو طشت از بام کیا۔ صحیح احادیث کا انکار، صحیح بخاری اور موطا امام مالک پر ان کی یلغار، محدثین کرام بالخصوص امام محمد بن مسلم زہری کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائی کو اُجاگر کر کے ان کے افکار و نظریات سے امت مسلمہ کو خبردار کیا اور حدیث کے بارے میں ان کا اصلی چہرہ دکھایا، جزاه الله أحسن الجزاء و صانه الله من كل شر و حسد حاسد، ووفقه الله لما يحب و يرضى.

ایک عرصہ ہوا جب اصلاحی صاحب کے دروس ماہ نامہ تدبر میں شائع ہو رہے تھے اور صحیح بخاری اور موطا امام مالک ان کا تختۂ مشق بنی ہوئی تھیں۔ یہ ناکارہ انہیں پڑھتا تو بے ساختہ (انا للہ و انا الیہ راجعون) زبان سے نکل جاتا کہ کیا یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے تزکیہ نفس، حقیقتِ توحید، حقیقتِ تقویٰ، حقیقتِ شرک اور پاکستانی عورت دوراہے پر جیسی تحریریں لکھی ہیں اور اب یہ صحیح احادیث کی شرح کر رہے ہیں یا ان کی مرمت و مذمت کر رہے ہیں۔

بلی تھیلے سے باہر:

اصلاحی صاحب نے اصلاحی جذبے سے جب لکھا تو اس میں خیر کا بہت سا سامان تھا لیکن جب اپنے موضوع سے ہٹ کر بات کی تو جا بجا ٹھوکر کھائی۔ آخری دور میں تو وہ بالکل منکرین حدیث کا روپ دھار چکے

ہوئے تھے اور ان کی مدح سرائی میں مبتلا تھے۔معروف منکر حدیث قاری حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی کی بدنام زمانہ کتاب مذہبی داستانیں شائع ہوئی تو اس کی دوسری جلد کے مقدمے کو پڑھ کر اصلاحی صاحب نے اپنے قریبی ساتھیوں کو، جن میں علامہ جاوید غامدی صاحب بھی تھے، بلایا اور فرمایا: ''میں نے زندگی میں صرف دو آدمی اس لفظ علامہ کے مستحق دیکھے ہیں، ایک علامہ عباسی مرحوم اور دوسرے علامہ حبیب الرحمان صاحب۔''

یہی نہیں بلکہ کاندھلوی صاحب کی کتابوں کو گھر گھر پہنچانے کی بڑی زوردار تاکید کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''سب سن لو! اگر تم نے ان کتابوں کو جگہ جگہ پھیلانے میں کوتاہی کی تو تم اللہ کے مجرم ہوگے۔'' [مذہبی داستانیں: ۶/۳،۷] کاندھلوی صاحب نے صحیح احادیث بالخصوص صحیح بخاری اور اس کی حدیث پر جونیش زنی کی ہے اس کی کچھ حقیقت اس ناکارہ نے احادیث صحیح بخاری و مسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو بعد میں ایک نہایت مہربان دوست مولانا حافظ عبدالرشید اظہر مرحوم کے کہنے سے احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ کے عنوان سے شائع ہوئی۔ اس سے کاندھلوی صاحب کی ناصبیت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے، حیرت ہے کہ وہ اسی ناصبیت کے نتیجے میں سیدین کریمین حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو صحابی تسلیم نہیں کرتے۔ [مذہبی داستانیں: ۱/۲۸۷-۲۹۳]

گویا وہ منکر حدیث ہی نہیں ناصبی بھی تھے اور یہی پوزیشن عباسی صاحب کی تھی جن کی مدح سرائی میں اصلاحی صاحب سر دھنتے رہے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ان کے پسندیدہ ممدوح کون ہیں اور ان کا قارورہ کن سے ملتا ہے اس لیے یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

محترم حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے اصلاحی صاحب کا صحیح احادیث کے حوالے سے اصلی چہرہ دکھایا ہے تو تمام محبین احادیث ان کے شکر گزار ہیں۔ حافظ صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اصلاحی صاحب صحیح خبر واحد کیا، خبرِ متواتر کے بھی منکر ہیں اور ان کے کلام میں احادیث مبارکہ کا استخفاف، بلکہ استحقار بھی پایا جاتا ہے۔ انہوں نے دروسِ حدیث میں دو چار نہیں، بلکہ صحیحین کی تیس احادیث کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح تدبر قرآن میں جہاں جہاں صحیح احادیث کا انکار ہے اسے بھی باحوالہ ذکر کیا ہے جن کی تعداد تقریباً سینتیس

ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور آپ کا یہ فرض منصبی بھی بتلایا کہ آپ ﷺ ﴿یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ﴾ [البقرة:۱۲۹] ''انہیں کتاب، یعنی قرآن اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔'' اور یہ بھی کہ ﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾ [النحل:۴۴]

''ہم نے تم پر ذکر نازل کیا، تاکہ تم لوگوں کیلئے اس کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ جو ان کیلئے اتاری گئی ہے۔'' یہ توضیح رسول اللہ ﷺ نے قولاً بھی کی اور عملاً بھی۔ یہی عملی توضیح اسوۂ حسنہ سے عبارت ہے، مگر بے حد حیرت کی بات ہے جسے محترم حافظ صاحب حفظہ اللہ نے اصلاحی صاحب کے خوشہ چین اور ان کے سوانح نگار جناب ڈاکٹر اختر حسین عزمی کی کتاب مولانا امین احسن اصلاحی، حیات وافکار کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ

اصلاحی صاحب کی تفسیر تدبر قرآن جو ۵۸۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اس میں صرف اسّی (۸۰) احادیث جگہ پاسکی ہیں اور ان ذکر کردہ احادیث میں بھی تقریباً ایک چوتھائی تعداد ایسی روایات کی ہے جو بہ طور استدلال بیان نہیں ہوئیں بلکہ مولانا نے ان کا ذکر محض ان کی تردید کیلئے کیا ہے۔''

(مولانا امین احسن اصلاحی اپنے حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں، ص ۳۳۸] گویا احادیث کی اصل تعداد ساٹھ ہے۔ یوں تفسیر تدبر قرآن جو نو جلدوں اور ۵۸۴۴ صفحات پر مشتمل ہے میں یہ چند احادیث ہی بار پاسکی ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی قرآن پاک کے حوالے سے توضیح وتشریح صرف انہی ساٹھ احادیث میں بیان ہوئی ہے؟ ﴿فاعتبروا یا أولی الأبصار﴾ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بدعی فرقوں پر تبصرہ کرتے ہوئے معتزلہ کے بارے میں لکھا ہے: (و المعتزلة تقول: لو ان المحدثین ترکوا الف حدیث فی الصفات والأسماء والرؤیة) [السیر: ۱۰/۴۵۵]

''معتزلہ کہتے ہیں کہ کاش محدثین اسماء وصفات اور جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے متعلق ایک ہزار احادیث بیان کرنا چھوڑ دیں۔'' گویا معتزلہ صرف اسماء وصفات اور رویتِ باری تعالیٰ کے متعلق ایک ہزار احادیث کے منکر ہیں۔ ان کے باقی افکار پر انکارِ احادیث مستزاد ہے۔ مگر ادھر مولانا اصلاحی ہیں جو معتزلہ کی ہم نوائی پر یک گونا فخر کرتے ہیں، چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑی آسانی سے معتزلہ کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں، جبکہ علماء ان کو ایک گمراہ فرقہ قرار دیتے ہیں؟ تو اس کے جواب میں اصلاحی صاحب نے فرمایا:

''معتزلہ سے جو سوئے ظن علماء کو ہے وہ مجھے کبھی نہیں رہا۔ واقعہ یہ ہے اگر کوئی میرے بارے میں یہ کہے کہ یہ

معتزلی ہے تو میں اس کو گالی نہیں سمجھتا۔'' [مولانا امین احسن اصلاحی، ص:۳۱۱۔۳۱۲]

گویا اصلاحی صاحب معتزلہ سے حسن ظن رکھتے ہیں اور اپنے لیے معتزلی کہلانے کو بھی برا نہیں سمجھتے۔ جب امرِ واقع یہ ہے تو انہیں معتزلہ کی طرح اگر منکرِ حدیث کہہ دیا گیا ہے تو اس سے کسی کو جز بز ہونے کی ضرورت نہیں۔ بالخصوص جبکہ اصلاحی صاحب معتزلہ کی ہم نوائی میں رؤیتِ باری تعالیٰ، معراجِ جسمانی اور عذابِ قبر وغیرہ کا انکار کرتے ہیں۔ معتزلہ جس طرح معجزات کے منکر ہیں، اصلاحی صاحب نے بھی بہت سے قرآنی معجزات کا انکار کیا ہے جس کی تفصیل محترم حافظ صاحب نے باحوالہ بیان کی ہے۔ اصلاحی صاحب کے انکارِ حدیث کے ثبوت کے علاوہ حافظ صاحب نے اصلاحی صاحب کے متعدد تضادات بھی ذکر کیے ہیں جو بیس صفحات پر مشتمل ہیں اور بڑے حیرت انگیز ہیں۔

محترم حافظ صاحب نے اصلاحی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ان کے نظریہ حدیث کے تناظر میں ہی لکھا ہے۔ حدیث کی توضیح وتشریح یا قرآن مجید کی تفسیر وتعبیر میں جہاں جہاں کھیل کھیلا ہے، اس سے انہوں نے تعرض نہیں کیا، تاہم اس حوالے سے کتاب کے آخر میں جناب سید خورشید حسن رضوی صاحب کے ایک مضمون کا خلاصہ نقل کیا ہے جو تدبر قرآن جلد اول کا مطالعہ کے عنوان سے مجلّہ تحقیقات اسلامی (علی گڑھ۔ جنوری ۲۰۰۱ء) میں شائع ہوا تھا جس سے تدبر قرآن کے غبارے سے ہوا نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

اب آخر میں کتاب کے متعلق چند باتیں اور وضاحتیں قارئین کرام کی خدمت میں بالعموم اور حضرت مولف حفظہ اللہ کی خدمت میں بالخصوص عرض ہیں۔ (اس کے بعد فاضل تبصرہ نگار نے بعض تسامحات کی نشاندہی کرکے آخر میں لکھا ہے کہ) بہرنوع حضرت حافظ صلاح الدین یوسف متعنا الله بطول حیاته کی یہ کتاب فی الواقع اصلاحی صاحب کے نظریہ حدیث کو سمجھنے میں انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی یہ مخلصانہ کوشش بارآور فرمائے اور جوئندگانِ راہِ حق کیلئے مینارۂ نور بنائے۔

ہم مجلس البحث العلمی المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے شکرگزار ہیں جنہوں نے اس عظیم الشان کتاب کو بڑی آب وتاب سے شائع کرکے شائقین کے ہاتھوں میں پہنچانے کی کوشش کی ہے جزاهم الله أحسن الجزاء. ہم دعاگو ہیں کہ پروگرام کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں دوسری اور تیسری جلد بھی جلد از جلد زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، انہیں ہمیشہ اپنی مرضیات سے نوازتا رہے اور کتاب وسنت کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین یارب العالمین۔